السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس امر میں کہ خطبہ جمعہ وغیرہ میں واسطے سمجھانے عربی نہ جاننے والوں کے خطبہ عربی کا اُردو پنجابی یا فارسی میں حسب حاجت ترجمہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اقوال وباللہ احول ماہران شریعت پر مخفی نہیں کہ خطبہ لغت عربیہ میں وعظ ونصیحت کو کہتے ہیں جیسا کہ عبارات کتب لغت سے ظاہر ہے۔

الخطب والمخاطبة والتخاطب المراجعة فی الکلام ومنه الخطبة والخطبة لکن تختص بالموعظه والخطبة للطلب المرأة انتھی مافی مفردات القرآن للامام راغب بن الحسین مختصرا خطبة بالضم: کلام کہ درستائش خداوند نعت نبی ﷺ وموعظت خلق باشد ونثر مسجع انتھی مافی منتھی الارب الوعظ والموعظة هو مقترن بتخویف وقال الخلیل وهو التذکر بالخیر فیما یرق به القلب قال اللہ عزوجل یعظکم لعلکم تذکرون وقال قد جاتکم موعظة من ربکم الیٰ اخرما فی مفردات القرآن۔

پس یہ بات ثابت ہوئی کہ خطبہ وعظ کو کہتے ہیں اور غرض وغایت درس ووعظ قرآن مجید وحدیث شریف سے یہ ہے کہ سامعین وعظ سن کر اس سے پند پذیر وعبرت گیر ہوں اور مطلب ومعنی آیت وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لهم الذی اختلفوا فیه ومعنی آیة وانزلناه الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور وغیرها کے اسی پر دال ہیں کہ سامعین غیر عربی دان کو بدون سمجھانے معنی اور واقف کرانے اس کے عبارت درس ووعظ سے کچھ حاصل نہیں اسی لحاظ سے خدائے تعالیٰ نے فرمایا وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه لیبین لهم الایة وبیان مستلزم تفہیم وتفہم کو ہے اور بغیر قصد تفہیم وتفہم کے درس ووعظ معریٰ عن المقصود ہوگا۔ کما لایخفی علی المتامل اما بالنسبة الی عامة الخلق فهوانه تعالیٰ ذکرانه مابعث رسولا الیٰ قومه الابلسان اولئک القوم فانه متی کان الامر کذالک کان فهمهم لاسرار تلک الشریعة ووقوفهم علی حقائقها اسهل وعن الغلط والخطاء ابعد انتھی مافی التفسیر الکبیر مختصرا قوله لیبین لهم ما امروا به فیتلقونه منه بیسر وسرعة انتھی مافی تفسیر ابی السعود (الی ان) ثم ینقلوه ویترجموه لغیرهم انتھی مافی البیضاوی اور فرمایا سوره نحل میں ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینهی عن الفحشام والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون قوله لعلکم تذکرون لیس المراد منه الترجی والتمنی فان ذلک محال علی اللہ تعالیٰ فوجب ان یکون معناه ان اللہ تعالیٰ یعظکم لاراوة ان تتذکروا طاعة انتھی مافی التفسیر الکبیر لعلکم تذکرون طلباً لان تتعظوا بذلک انتھی مافی تفسیر ابی السعود۔ پس ان تفاسیر سے صاف ظاہر وواضح ہوا کہ بدوں سمجھنے معنی کے تذکر واتعاظ متعذر ودشوار ہے۔ بنا براس کے ترجمہ وعظ ودرس وخطبہ کا غیر عربی دان کے واسطے ضرور چاہیے اور وعظ وخطبہ بدوں ترجمہ کے واسطے سامعین غیر عربی دان کے برائے نام ناکام وغرض نا تمام ہوگا۔ کیوں کہ درس ووعظ خطبہ واسطے تفہیم وتفہم سامعین کے موضوع ومقرر ہوتا ہے کہ سامع بوجھ وسمجھ کر متنبہ ہوجاوے اور براہِ راست آجاوے اسی نظر سے آنحضرت ﷺ نے خطبہ حج وجمعہ وغیرہ میں فرمایا: فلیبلغ الشاهد الغائب اور بے سمجھ کیا پہنچاوے گا۔ قاضی بیضاوی نے لیبین لهم کے تحت تصریحاً لکھ دیا فیتفقهوه ثم ینقلون ویترجموه لغیرهم محض اس لیے کہ جب تک واعظ وخطیب کا وعظ وبیان سامعین کے مرکوز خاطر نہ ہوگا۔ محض لغو وبیکار ہوگا کیوں کہ جو غرض شارع کی اس خطبہ ووعظ سے تھی، وہ فوت ہوگئی۔ کما لایخفی علی المتامل المتفطن اگر کوئی کہے کہ نماز میں بھی قاری کو چاہیے کہ مقتدی کے واسطے ترجمہ قرأة کا کرے تاکہ وہ اس کے معنی سمجھ بوجھ لے۔ تو یہ قیاس مع الفارق ہے کیوں کہ قرآن کا پڑھنا امام ومقتدی دونوں پر نماز میں واجب ہے۔ حسب ارشاد خداوند کریم کے فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ پس امر وجوبی صیغہ فاقروا سے واضح ہو کہ ہر نمازی کو خواہ امام ہو یا مقتدی نظم قرآن کو خاص عربی منظوم کا نام ہے جو بنقل وتواتر ہم تک پہنچا، پڑھنا ضرور ولابد ہے۔ اور زبان فارسی وغیرہ میں ترجمہ اس کا نماز میں کرے تو منقول خاص متواتر باقی نہ رہے گا، کیوں کہ اس پر اطلاق قرآن کا نہ ہوگا تو خلاف مامور بہ کا لازم ہوگا۔ پس اسی سبب سے ترجمہ قرآن کا نماز میں پڑھنا ممنوع محظور ہوگا۔ کما لایخفی علی ماہری الشریعة علاوہ ازیں نماز ذکر ہے اور خطبہ تذکیر ذکر اور تذکیر کا حکم ایک کب ہوسکتا ہے احناف کرام نے بھی خطبہ کو بزبان عربی منحصر نہ رکھا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور صاحبین اس پر متفق ہیں، وبعض حنفیہ نے لکھا ہے کہ صاحبین نے وقت عجز جائز رکھا نہ بلا عجز۔ لیکن قول امام اعظم صاحب کا معتمد ہے۔

تتمه لم یقید الخطبة بکونها بالعربیة اکتفاء بما قدمه فی باب صفة الصلوة من انها غیر شرط ولو مع القدرة علی العربیة عنده خلافا لهما الاعند شرطا حیث عند العجز انتھی مافی الشامی قوله وشرطا عجزه المعتمد قوله ای الامام ابی حنفیة انتھی مافی الطحطاوی اور ہرگاہ نص مذکور مساعد ترجمہ کا واسطے غیر عربی دان کے ہوا تو پھر اگلے پچھلے سے ہم کو باک نہیں۔ تلک امة قد خلت لها ماکسبت ولکم ماکسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔ واللہ اعلم وهو الموفق للصواب فلیعتبروا اولوا النهی والالباب۔

سید محمد نذیر حسین... سید عبدالسلام... سید محمد ابوالحسن

ھذا الجواب صواب لامریة فیه واما احتجاج المانعین للجواز بانه لم ینقل الینا عن احد من السلف انه ترجم بلسان الاعاجم فمنقوض بانه لایلزم من عدم النقل عدم الثبوت علی ان ماروه مسلم عن جابر بن سمرة من انه کانت للنبی ﷺ خطبتان یجلس بینهما یقرأ القرآن ویذکر الناس وفی روایة یعظهم صریح فی الجواز فان اثر الوعظ والتذکیر فی بلاد العجم لایمکن حصوله الا بالترجمة۔

عبدالتواب

چونکہ خطبہ میں شارع کی طرف سے کوئی تعین کلمات کی وارد نہیں ہوئی بلکہ فقط حمد وثناء بما ہو اہلہ اور تذکیر بالقرآن اور امر بالمعروف وارد ہوا ہے اور تذکیر عوام اہل ہند کو بغیر ترجمہ کے ممکن نہیں اس لیے بموجب دلائل فتوے بالا خطبہ میں ترجمہ قرآن کا کرنا اور وعظ کہنا اور امر بالمعروف کرنا زبان ہندی میں جائز ہے۔ فقط حررہ محمد تغمہ اللہ الصمد بالرحمة والفضل المؤید

خادم شریعت رسول الاداب ابو محمد عبدالوہاب

مقصود شارع کا شریعت خطبہ سے صرف پندو موعظت ہی ہے پس جب خطبہ اس مقصود سے خالی ہوگا، تو حقیقت میں وہ خطبرہ ہی نہیں یوں ہی برائے نام بطور رسم سمجھا جائے گا، یشک خطبہ میں وعظ جس زبان میں حاجت پوری کرسکتے ہیں کریں۔ جو لوگ خطبہ میں وعظ بزبان عجمی کرنے کے باوجود داعی شدیدہ کے منع کرتے ہیں وہ مقصود خطبہ سمجھنے سے بے خبر ہیں۔ فقط حررہ محمد ابراہیم بن مولوی احمد ساکن جزیرہ جشان۔ جواب بہت ہی صحیح ہے۔ عبدالرحمن بن عبدالکریم

جواب :... خطبہ جمعہ کا ہو خواہ کسی اور مجل کا مقصود صرف وعظ وتذکیر ہے۔ پس اگر یہ وعظ تذکیر صرف عربی عبارت سے ہوسکے اور اس کو اکثر مخاطبین و حاضرین مجلس سمجھیں تو عربی پر اکتفا کرنا اولیٰ ہے۔ اور اگر اکثر مخاطب عربی نہ سمجھیں تو اس کا ترجمہ ہندی میں اور دوسری زبانوں میں جو مخاطب سمجھیں ضروری ہے۔ صحیح مسلم میں جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔ کانت للنبی ﷺ خطبتان یجلس بینھما یقرأ القرآن ویذکر الناس نودی نے شرح مسلم میں لکھا ہے۔ فیہ دلیل للشافعی فی انہ یشترط للخطبۃ الوعظ والقرآۃ جو لوگ ہندیوں میں عربی نہ سمجھتے ہوں، صرف عربی خطبہ کو اکتفا کرنے کو واجب جانتے ہوں اور ترجمہ کرنے کو ناجائز کہتے ہیں، وہ خطبہ کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ اور مقصود شرع سے بے خبر ہیں۔ اس باب میں ایک مفصل اشاعۃ السنۃ شائع ہوگا۔ اس لیے اس مقام میں زیادہ تفصیل نہیں ہوئی۔ (ابوسعید محمد حسین

ان الحکم الاللہ اگر کوئی شخص اس طور پر خطبہ پڑھے کہ اس میں عبارات عربی مثل آیات قرآنی اور احادیث اور ادعیہ ماثورہ کچھ نہیں ہوں تو یہ صورت جائز نہیں ہے۔ اور اگر ایسا نہ کرے بلکہ عباراتِ عربیہ کو بھی پڑھے۔ اور اس کے بعد اس کا ترجمہ کردے تاکہ عوام الناس کو اس سے فائدہ پہنچے یہ صورت جواز کی ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کانت للنبی ﷺ خطبتان یجلس بینھما یقرأ القران ویذکر الناس۔ جب تک ترجمہ نہیں کیا جائے گا۔ تو عوام الناس کیوں کہ سمجھیں گے اور تذکیر کا اختصاص بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ اس مقام میں کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کافی ووافی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ ابوالطیب محمد الدعو بشمس الحق العظیم آبادی عفی عنہ

ابوطیب محمد شمس الحق ... محمد اشرف عفی عنہ ... ابوعبداللہ محمد ادریس

شرفیہ

خطبہ جمعہ کا مقصد حاضرین نمازیوں کی زبان میں ان کو اللہ و رسول کی باتیں قرآن پاک و احادیث صحیحہ سے سنانا ہے جس پر یہ حدیث دال ہے۔ عن جابر بن سمرۃ قال کانت للنبی ﷺ خطبتان یجلس بینھما یقرأ القران ویذکر الناس رواہ مسلم مشکوۃ ص ۱۲۳ ج ۱۔ اور یہ بدیہی امر ہے کہ تذکیر بلا تفہیم سامعین نہیں ہوسکتی اس لیے جو لوگ عربی زبان سے ناواقف ہیں عربی سے ان کی تفہیم کا حق ادا کرنا ناممکن ہے، جب تک آیات قرآنی کا مطلب خود ان کی زبان میں ان کو نہ سمجھایا جائے لہٰذا ایسا خطبہ جس کو سامعین سمجھ ہی نہ سکیں فضول ہے اور خلاف شرع بھی کیوں کہ شارع علیہ السلام کا جو مقصد عظیم ہے وہ فوت ہوجاتا ہے۔ لہٰذا دیسی زبان میں سمجھانا لازم ہے اور خلاف اس کا باطل۔ ابوسعید شرف الدین دہلوی

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول، ص ۶۲۸)

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 04 ص 84-89

محدث فتویٰ